نسب نامہ نبوی علم الانساب کی روشنی میں

آنسہ مدثر حمید
لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کنجاہ، گجرات

علم الانساب ایسا علم ہے جس کے ذریعے لوگوں کا نسب معلوم کیا جاتا ہے اور جس کے ذریعے انسان کی اس کے آباؤاجداد سے وابستگی ظاہر ہوتی ہے، جاہلی دور میں اس علم کے ضبط کرنے اور اس سے آگاہی کے معاملے میں عرب بہت اہتمام کیا کرتے تھے کیوں کہ یہ علم ان کے جذبۂ تفاخر ومباہات کی تسکین کا باعث تھا،نسلی غرور وتکبر اور خاندانی تفوق و برتری کا ببانگ دھل اعلان کرنا ان کا طرۂ امتیاز تھا اور اس غرور وتکبر اور تفوق و برتری کا سب سے بہترین ذریعہ علم الانساب کا اہتمام و انصرام تھا،علم الانساب کے ذریعے مختلف شعوب وقبائل کے باہمی صلات وتعلقات اور رشتہ وقرابت کا حال معلوم ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے فروع کو اصول کے ساتھ ملحق کر سکتے ہیں ۔

مشہور محقق احمد سکندری علم الانساب کی اہمیت وضرورت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اس علم کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ عربوں میں جنگ و جدال کثرت سے ہوتا تھا اور وہ باہمی رشتہ وقرابت کا لحاظ کرتے ہوئے ہی ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے نیز یہ وجہ بھی تھی کہ ان کے قبائل جو مختلف جگہوں میں بستے تھے وہ کسی غیر شخص کے غلبہ کو اپنے اوپر پسند نہ کرتے تھے۔(۱)

اس بارے میں وہ مزید ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں کہ:۔

”علاوہ ازیں یہ سبب بھی تھا کہ وہ اپنے اسلاف کے کارناموں پر فخر کرنے کے دلدادہ تھے اس لیے اپنے نسبوں کو محفوظ رکھتے اپنے بیٹوں کو سکھاتے اور ان کی حفاظت میں انتہائی کوشش صرف کردیتے تھے“

عربی ادبیات کے ماہر محقق علامہ محمود شکری آلوسی عرب قوم کے لیے علم الانساب کی اہمیت اور ضرورت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

عربوں کو اس علم کی سب سے زیادہ ضرورت تھی کیونکہ وہ منتشر قبائل اور مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے جنگوں کی آگ ان کے مابین مسلسل بھڑکتی رہتی تھی، غارت گری کی آتش ہر وقت روشن رہتی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے آپنے آپ کو ہر اس آمر سے محفوظ کر رکھا تھا وہ جو ان کو مغلوب کر لینا چاہتا تھا لہٰذا انھوں نے اپنے نسب ناموں کو محفوظ رکھا تا کہ وہ اپنے دشمنوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرسکیں اور وہ اپنے دشمن قبائل کے خلاف ایک دوسرے کے معاون اور مناصر بنیں ۔کیونکہ قرابت داری کا میلان اور رشتہ داروں کی حمیت دونوں ایسی چیزیں ہیں جو باہمی نصرت و اعانت اور الفت و مودت کا سبب بنتی ہیں۔ اور اس کا باعث یہ غیرت تھی کہ کہیں اجنبی لوگ ہمارے قرابت داروں پر غالب نہ آجائیں ۔ اور یہ خیال کہ دور کے اجنبیوں کے تسلط کے خلاف مدافعت کی جائے ۔ (۲)

احمد سکندری اور محمود آلوسی کی آراء پڑھ کر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر چہ یہ باتیں دو مختلف اصحاب علم نے کہی ہیں ۔مگر ان میں بہت حد تک مماثلت پائی جاتی ہے اور دونوں اصحاب نے تقریباً ایک ہی بات بیان کی ہے کہ آزادی ۔خود مختاری اور حفاظت خود اختیاری کی مسلسل مشق اور صعوبت کشی کی عادت نے ان کو جنگ و پیکار اور بات بات پر معرکہ آرائی اور زور آزمائی کا شوقین بنا دیا تھا اوران باہمی معرکہٗ آرائیوں کے سبب وہ خودستائی اور باہمی فخر و مباہات کی جانب زیادہ مائل ہو گئے تھے اور اظہار تفاخر کے لیے علم الانساب کا سہارا لیتے تھے اور اس طرح علم الانساب باہمی

اُلفت اور مدد و نصرت کا سبب تھا۔ اسی لئے عرب اپنے آباؤ اجداد کے نام یاد رکھتے تھے بلکہ وہاں ایک خاص گروہ تھا جس کا کام صرف یہی تھا کہ وہ نسب نامے یاد رکھے اور ہر شخص اپنے پورے نسب نامے کا حال ان سے دریافت کر لیتا تھا، بلکہ زمانہ جاہلیت میں ہر قبیلہ اپنے نسب کا اس قدر خیال رکھتا تھا کہ وہ اس کام کے لیے ایک دو نساب (ماہر نسب) ضرور ملازم رکھ لیتا تھا، جاہلی دور میں دَغفل بن حنظلہ شیبانی ، زید بن قیس نمری ابن لسان الحمرہ ، فخار اور عبداللہ اس فن میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

قدیم اقوام میں علم الانساب

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نہ صرف عربوں میں بلکہ دیگر اقوام میں بھی انساب کو محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا اور لوگ اس کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے اور نسب نامے زبانی یاد کیے جاتے تھے تاکہ اپنی اعلیٰ نسبی پر فخر کرنے اور اپنے خاندان پر حملہ کرنے والوں کو جواب دینے میں آسانی ہو، یونانیوں نے انساب کو محفوظ رکھنے کا بہت زیادہ اہتمام کیا یہاں تک کہ وہ اپنے معبودوں کے نسب نامے اور ان کے باہمی نسبی تعلقات از بر رکھتے تھے پھر ان سے اپنا نسب نامہ ملاتے تھے، بقول جرجی زیدان :۔

یونان میں جاہلیت کے زمانہ میں بہت سے امراء اور شرفاء ایسے تھے جن کا نسب بعض دیوتاؤں سے ملتا ہے چنانچہ بعض یونانیوں نے میلادِ مسیح سے پیشتر اپنے اس قسم کے نسب پر فخریہ قصائد بھی لکھے تھے۔ (۳)

قدیم اہل رومہ کا حال بھی ایسا ہی تھا کہ ان کے نزدیک جو قبیلہ بطارقہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ دیوتاؤں کی اولاد خیال کیا جاتا تھا اسی طرح یہودی بھی اپنے آپ کو انبیائے اکرام کی اولاد کہتے تھے اور دنیا کی تمام قوموں پر اپنے آپ کو ممتاز اور برتر تصور کرتے تھے وہ اہل یونان اور اہل روما کی نسبت اپنے آپ کو زیادہ معزز سمجھتے تھے کیونکہ وہ اپنے تمام قبائل کا نسب نامہ اس معزز نبی تک

پہنچاتے ہیں جس نے اپنا پیارا بیٹا اللہ پر قربان کرنا چاہا تھا۔

ابن حزم کی رائے میں علم الانساب

ابن حزم نے اپنی کتاب جمہرۃ انساب العرب'' میں عربوں کے انساب نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں اور اس کتاب کے مقدمہ میں علم الانساب کی اہمیت اور ضرورت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت موثر انداز میں اُجاگر کیا ہے یہ بات ثابت کی ہے کہ علم الانساب سیکھنا قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے، اسلام آنے کے بعد اس کی ممانعت نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کو مذموم قرار دیا گیا، البتہ اس میں سے تفاخر کے پہلو کو حذف کر دیا گیا۔ اور انساب کی غرض و غایت یہ بیان ہوئی کی اس کو تعارف کیلئے استعمال کیا جائے۔ اور جس طرح زمانہء جاہلیت میں لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتے اور دوسرے لوگوں کو نیچا دکھانے کیلئے اپنے نسب نامے تیار کرواتے اور ان کی حفاظت کا اہتمام کرتے تھے اس سے احتراز کیا جائے۔ کیونکہ اسلام مساوات کا علمبر دار ہے۔ اس کے نزدیک چھوٹے ،بڑے، غریب، عربی ، عجمی ،کالے ، گورے ، کی کوئی تخصیص نہیں ۔ اسلام کے احکام ہوں یا اس کی تعلیمات، اس کے فرائض ہوں یا حقائق غرض ہر پہلو پر مساوات انسانی جاری و ساری ہے، ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَاالنَّا س ُ اِ نَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُو باً وَ
قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْااِنَّ اكرَ مَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتقٰكُمْ (۴)

یعنی اس بات میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو قبائل میں منقسم کر دیا ہے۔ مگر اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہاری پہچان ہو سکے ورنہ اللہ کے نزدیک وہی شخص تمام لوگوں سے افضل اور برتر ہے۔ جو متقی اور پرہیز گار ہے اللہ کے ہاں فضیلت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے، بالکل ایسا ہی مضمون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول میں ارشاد ہوا ہے کہ۔

يا أَيُّهاالنَّاس ! اِ نَّ رَبَّكُمْ وَ احِد وَ اِنَّ ابا كُم وَاحِدٌ كُلُّكُم لآ دَم

وَ آدَم ُمِنَ تُرَابِ وَ اِنَّ اَکُرَمَکُمُ عِنَدَاللہِ اَتُقٰکُمُ ۔ (۵)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا گیا:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ متقی ہو، لوگوں نے کہا ہم اس بارے میں دریافت نہیں کررہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوسف علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے، اور اللہ کے نبی کے بیٹے تھے، کہا گیا: ہم اس بارے میں بھی دریافت نہیں کررہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم عربوں کے بارے میں پوچھتے ہو تو جو شخص زمانہ جاہلیت میں بہتر تھا ۔ وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہے اگر وہ تقویٰ اختیار کرے ۔

اس ارشاد سے یہ ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ صاحب عزت وتکریم وہی شخص ہے جو متقی ہے اگر کوئی شخص مالی ،معاشی ، اور معاشرتی لحاظ سے خواہ کتنا ہی حقیر ہو ،لیکن اگر وہ متقی ہو تو صاحب توقیر ہے، اس کے برعکس اگر کوئی نبی کی نسل میں سے ہو یا اسکا بیٹا ہو اگر وہ تقویٰ نہیں رکھتا تو کافر ہے خدا کے نزدیک کمتر ہے اگر خداوند تعالیٰ نے قبائل بنائے ہیں تو ان کا مقصد باہمی تعارف ہے تاکہ کوئی شخص اپنے آباؤاجداد کو چھوڑ کر کسی اور سے اپنے آپ کو منسوب نہ کرلے ۔

مشہور اندلسی عالم دین ابن عبدربہ اپنی کتاب العقد الفرید میں لکھتے ہیں کہ ۔

نحنُ قائلونَ بعونِ اللّہِ وتوفیقِہفی النَّسبِ الذی ھُو سبب التعارفِ و سُلّم إ لی ا لتواصلِ ، بہ تتعاطفُ الارحامُ الواشجة، و علیه تحافظ ا لأُو اصر القر یبة (٦)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم نسب شاندار اور برتر علم ہے اگر اسے صرف تعارف کے لیے حاصل کیا جائے اس لیے شریعت نے بھی اس علم کو سیکھنے کی تاکید کی ہے اور اس علم کے سیکھنے کو فضیلت کا موجب قرار دیا ہے اور اس کا نہ سیکھنے والا افضل کے ناقص درجوں میں ہے اور یہ بھی ایک حقیقت

ہے کہ اس علم کی فضیلت سے صرف جاہل ہی انکار کر سکتے ہیں سمعانی اپنی کتاب '' الانساب '' میں اس علم کو نعمت قرار دیتا ہے۔

معرفۃُ الا نسابِ مِنْ أُعظمِ النِّعَمِ الَّتیْ أکْرمَ اللّٰہُ تعالیٰ بِھاَ عبادَہ لانَّ تَشعُّبَ الأنسابِ عَلیٰ افتراقِ القبائلِ وا لطوائفِ أحدُ الا سبابِ المُمھّدۃِ لحصُوْل الا ئتلافِ '' (۷)

ابن عبدربہ کا خیال ہے علم نسب کا حاصل کرنا فضیلت کا باعث ہے کیونکہ جو شخص سب کے بارے میں نہیں جانتا وہ لوگوں کو نہیں پہچان سکتا اور جو لوگوں کو نہیں جانتا اسے لوگوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔حدیث میں آیا ہے۔

تَعلّمُوا مِنَ النَّسبِ ماتعرِفُونَ بہ اُحسابکُم . (۸)

(نسب نامے سیکھو جن کے ذریعے تم اپنے حسب و شرافت کو پہچان سکو)

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تَعَلّمُوا مِن النَّسبِ ولا تکونوا کالنبیطِ السُّو دِ إذاسُئِلَ أحدُ ھم عن أصلِہ قال من قریۃِ کذا و کذا (۹)

یعنی ہر شخص کا اپنے نسب سے واقف ہونا ضروری ہے تا کہ کسی کے معلوم کرنے پر اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں بیان کر سکے ایسا نہ ہو کہ وہ خود کو فلاں فلاں بستیوں سے منسوب کرنے پر مجبور ہو جائے، اس بات کا واضح ثبوت قرآن پاک سے ملتا ہے کہ اس میں بہت سے انبیاء کی پیدائش کا ذکر ہے اور دیکھا جائے تو یہ بھی علم الانساب ہی ہے، ایک حدیث میں خود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نَحنُ بنو النَّضربن کنانۃ (۱۰)

اور انصار کے بلند مرتبہ لوگوں کا ذکر کیا اور مختلف قبائل کو مختلف قبائل پر ترجیح دی، آپ نے

بنی نجار کو مقدم کیا ۔ پھر عبد الاشہل کو پھر بنی حارث بن خزرج کو پھر بنی ساعدہ کو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

وَ فِیْ کُلِّ دَوْرِ الانصارُ خَیْرٌ (۱۱)

(اور ہر لحاظ سے انصار بہتر ہیں)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی تمیم، بنی عامر بن صعصعۃ اور غطفان کا ذکر کیا اور آپ نے فرمایا کہ مزینہ، وجھینہ، اسلم اور غفار قیامت کے دن ان میں سے بہترین ہوں گے اور آپ نے کثرت الرجال کی وجہ سے بنوتمیم کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ بنی العنبر بن عمرو بن تمیم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جب وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ (۱۲) (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) کا حکم آیا تو تبلیغ دعوت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو قبیلہ قبیلہ کرکے اُنکے قبائل کے نام سے پکارا تھا: یہ بھی علم الانساب ہے اور اس سے علم الانساب کی اہمیت پر بجا طور پر روشنی پڑتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں اس علم کی اہمیت عیاں ہوتی ہے،

علم الانساب کے فرائض وفوائد

ابن حزم نے جمہرۃ انساب العرب میں علم الانساب پر بحث کرتے ہوئے اس علم کے فرائض بھی متعین کئے ہیں ان فرائض کی تفصیل کچھ یوں ہے ۔

۱- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب معلوم کرنا:

یعنی یہ معلوم کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے دین حق عطا فرما کر انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا وہ عبداللہ ہاشمی کے بیٹے ہیں اور انھوں نے مکہ میں رہائش اختیار کی مگر بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے ۔ اور جو شخص ان کے بارے میں اس قسم کا شک کرے کہ وہ قریشی تھے یا یمانی، تمیمی تھے یا عجمی، وہ کافر ہے،

اپنے دین سے ناواقف ہے، ایمان کے صحیح ہونے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کا جاننا ضروری ہے اور کسی مسلمان کو اس کے نہ جاننے پر معذور نہ سمجھا جائے گا، قیامت کے دن باقی رہنے والا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہے اس کے علاوہ تمام انساب معدوم ہو جائیں گے۔

كُل سَبَبٍ وَنَسَب مُنقَطع يَوْمَ الْقِيَامَة اِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِيْ (۱۳)

مصنف "کتاب نہایۃ الارب فی معرفۃ قبائل العرب" کہتا ہے کہ "یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ علم الانساب کا جاننا ان امور میں سے ہے جنہیں طلب کیا جاتا ہے اور ان معارف میں سے ہے جن کے جاننے کی طرف دعوت دی گئی اس لئے کہ ان سے شرعی احکام اور دینی امور نکالے جاتے ہیں چنانچہ کئی مواقع پر شریعت مطہرہ نے انساب کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا ہے ان میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب جاننا ہے" (۱۴)

۲: خلافت کا جائز حق معلوم کرنا

جو لوگ خلافت کے حقدار ہیں ان کی پہچان ہو سکے کیونکہ خلافت صرف فہر بن مالک بن مضر بن کنانہ کی اولاد میں جائز ہے، ممکن ہے کہ اس علم سے ناواقفیت کی بناء پر خلافت اس شخص کو مل جائے جو اس کا مستحق نہیں۔

۳: اپنے آباؤ اجداد کے متعلق جاننا

یعنی ہر انسان کو معلوم ہو کہ وہ کن لوگوں سے متصل ہے: اس کے آباؤ اجداد کون لوگ تھے، اس کو جس ماں باپ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے وہ واقعی اس کے اپنے ہیں یا صرف اُسے ان کی نسبت دی جا رہی ہے، اِسلام کے عائلی قوانین میں سے عدت ان ہی مقاصد کیلئے ہے، عدت میں بہت سے فوائد مضمر ہیں ایک طرف شوہر کو ٹھنڈے دل سے غور وفکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے دوسری جانب حمل کی نسبت پوری تحقیق ہو جاتی ہے تاکہ ایک کی اولاد دوسرے کو نہ مل جائے۔

۴: نکاح محرمات سے اجتناب

علم الانساب کا ایک فرض یہ بھی ہے کہ انسان ان لوگوں سے نکاح کرنے سے بچے جن سے نکاح کرنا حرام ہے، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نکاح کرتے وقت میاں اور بیوی کے کفو ہونے میں نسب کا لحاظ رکھا جائے چنانچہ '' امام شافعی'' کے مذہب میں ہے کہ ہاشمیہ اور مطلبیہ عورت قریش کے دیگر گھرانوں کی کفو نہیں ہیں اور قرشیہ عورت دیگر غیر قریشی عرب قبائل کی کفو نہیں ہے، عجمی کے نسب کے اعتبار میں بھی دو صورتیں ہیں، زیادہ صحیح یہی ہے کہ اعتبار کیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ کے مذہب میں ہے ۔ کہ قریش ایک دوسرے کے کفوٗ ہیں، رہا عجمیوں کا معاملہ تو ان کے نسب کا لحاظ نہ کیا جائے گا مگر یہ صرف اس صورت میں ممکن ہوگا جب علم الانساب سے واقفیت ہوگی جب کسی کو نسب ہی معلوم نہ ہوگا تو اس کیلئے ان احکام کا جاننا ناممکن ہوگا، ان احکام میں سے ایک یہ ہے کہ منکوحہ عورت میں نسبی شرافت کا لحاظ رکھا جائے چنانچہ ایک صحیح حدیث میں یہ ثابت ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

'' عورت سے چار باتوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے: اس کے دین کی وجہ سے ، اس کے حسب کی وجہ سے ، اسکے مال کی وجہ سے ، اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے (۱۵)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منکوحہ عورت میں حسب کا لحاظ رکھا ہے اور یہ آباؤ اجداد کی شرافت ہی ہے ۔

۵: اپنے قرابت داروں کو جاننا

علم الانساب کے ذریعہ انسان اپنے قرابت داروں ، رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کی پہچان کرتا ہے ۔ اگر وہ ان قرابت داروں کو نہ پہچانے گا تو یقیناً ان کے حقوق میں کوتاہی کر بیٹھے گا، رشتہ داروں سے انسان کو طبعی محبت ہوتی ہے اس لیے ان کے ساتھ جو معاشرت قائم ہوتی ہے وہ نہایت پختہ ہوتی ہے کیونکہ جس جانثاری کا ثبوت رشتہ دار دیتے ہیں اس کی توقع اوروں سے مشکل ہے،

مستحکم برادری والے انسان کا کردار بہت مضبوط رہتا ہے اسے علم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت رشتہ دار ہر ممکن قربانی کریں گے ۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے بھائی اور عم زاد کے دم سے آدمی کثیر ہوتا ہے اور یہ کہ قرابت نوازی عمر کو بڑھاتی ہے ۔ قرابت نوازی حسن خلق اور خوشگوار ہمسائیگی سے بستیاں آباد ہوتی ہیں اور عمریں دراز ہوتی ہیں جس نیکی کا سب سے جلد ثواب ملتا ہے وہ صلۂ رحمی یعنی قرابت داری ہے۔(۱۶)

لہٰذا اگر باہمی ملاپ اور باہمی مہربانی کا سلوک کیا جائے تو اس سے روابط قوی ہو جاتے ہیں یعنی حمیت کے ساتھ خالص دوستانہ ماحول بھی شامل ہو جاتا ہے اور یہ الفت کا مضبوط ترین سبب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرابت داری کے تعلقات کو ملائے رکھنے کا حکم دیا ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے

والَّذین یَصِلون ما أَ مراللّٰہ أن یُو صل ویخشون ربّھم و یخافون سوء ا لعذاب (۱۷)

(اور جو لوگ قرابت داری کے ان تعلقات کو ملاتے ہیں جن کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں)

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الرحم شجنة من الرحمن من وصلک وصلته ومن قطعک قطعته (۱۸)

جو آدمی قرابت داری کو قطع کرتا ہے اللہ کے غضب کا سزا وار ہو جاتا ہے ۔ قاطع رحم کا عمل قبول نہیں ہوتا اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

لایدخل الجنة قاطع (۱۹)

اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کیلئے کیا سزا ہو سکتی ہے کہ اسے جنت کے حق سے بے دخل کر دیا جائے یہ صرف قرابت داروں کے حقوق میں کوتاہی کے سبب ہو گا ۔ اس لئے اگر قرابت داروں کا ہی علم نہ ہو گا تو وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیسے کرے گا، ان کے حقوق کیسے ادا کرے گا، اس صورت میں علم الانساب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے ۔

۶ اپنے وارثوں کا تعارف ۔

علم الانساب کے ذریعہ اپنے جائز وارثوں اور مستحق لوگوں کا علم حاصل ہوتا ہے، ورثاء کے احکام کا استخراج بھی اسی سے ہوتا ہے چنانچہ بعض ورثاء دوسروں کو محجوب کر دیتے ہیں ۔ اور نکاح میں جو ولی بنتے ہیں ان کا استخراج بھی اسی سے ہوتا ہے چنانچہ ایک ولی کو دوسرے پر مقدم سمجھا جاتا ہے ۔ اسی طرح وقف کے احکام، جب وقف کرنے والا کسی ایک رشتہ دار کو مخصوص قرار دے یا ایک طبقے کو دوسرے سے مخصوص کر دے، اور دیت میں رشتہ داروں کے احکام تاکہ خون بہا کسی ایک قریبی رشتہ دار پر واجب کیا جائے اور اسی قسم کے دیگر احکام، اگر انساب کا علم نہ ہوتا تو ان امور کا سمجھنا ہمارے بس کی بات نہ ہوتی اور ان تک پہنچنا مشکل ہو جاتا اسی وجہ سے ابن حزم اس علم کو فرض واجب قرار دیتا ہے اور دین کا لازمی جزو قرار دیتا ہے۔ جو اس علم سے نابلد رہا اس نے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی ۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" تَعَلَّمُوا من أَ نسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ أَرُحَامكُمْ:فإنَّ صلة الرحم مَحبَّةٌ فِيْ الْاَهْل، مِثْرَاةٌ فی الْمَال،منسأةٌ فی الْاَجَل،مَرْضَاةٌلِلرَّبّ"(۲۰)

(اپنے انساب کا علم حاصل کرو جس کے ذریعے صلہ رحمی کر سکو، کیونکہ صلہ رحمی خاندان میں محبت کا باعث ہے ۔ مال میں فراوانی کا سبب ہے یہ موت کو مؤخر کر دیتی ہے اور پروردگار کی رضامندی کا باعث ہے ۔)

چنانچہ معرفۃ الانساب بہت بڑا فضل ہے ۔اور فرض کفایہ ہے اگر چند لوگ اس علم کو حاصل کرلیں تو تمام کا حق ادا ہو جاتا ہے اور بقول صاحب کتاب الانساب (سمعانی) کے :

" وَكَانَ عِلْمُ المعارف وَ الْأَنْسَاب لِهٰذِهِ الْأُمة مِنْ أهم الْعُلوم الَّتِیْ وَ ضعهَا اللهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعالیٰ"(۲۱)

کہ معارف و انساب کا علم اس امت کے لئے ان اہم علوم میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا ہے ۔

۷۔ امھات المؤمنین کا نسب جاننا :۔

امھات المؤمنین کا نسب معلوم کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے ۔اور ان سے نکاح کرنا مسلمانوں کے لئے حرام ہے :۔

۸۔مہاجرین اور انصار کے اکابر کا علم رکھنا

اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ اکابر صحابہ کو جانے کیونکہ ان سے محبت کرنا مطلوب ہے ۔اور انصار کو بھی جانے تاکہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نیک برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے ۔اور ان کی محبت کو ایمان اور ان سے بغض کو منافقت قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سر بلند اور قائم و دائم کیا ۔اور انہی کی کوششوں سے دین کو بار آوری نصیب ہوئی ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ۔

''جو امور مسلمانوں کے سپرد کئے گئے ہیں ان میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ انصار کے حق میں اچھی وصیت کی جائے ۔اور ان کے محسنوں سے اچھا سلوک کیا جائے اور ان کی کوتاہیوں سے چشم پوشی کی جائے'' (۲۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔

''اگر ہم انصار کے انساب کو نہ جانیں تو ہم یہ نہ جان سکیں گے کی کن لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اس طرح ہم انصار کا حق ادا نہ کرسکیں گے جو کہ حرام ہے''۔

۹۔ذوی القربیٰ کو جاننا

ذوی القربیٰ کو جانا جائے جن کا خمس میں حق ہے۔تا کہ ان کا حق بخوبی ادا ہو سکے۔

۱۰۔جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے ان کا جاننا

آل محمد میں سے ان لوگوں کے متعلق جاننا جن پر صدقہ حرام ہے اور جن کا خمس میں بھی کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ ہی ان پر صدقہ جائز ہے۔حضرت امام حسین سے روایت ہے کہ:

''میں حضور ﷺ کے ساتھ جارہا تھا۔ راستہ میں صدقہ کی کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا میں نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔حضور ﷺ نے کخ کخ فرمایااور میرے منہ سے نکال دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے (۲۳)

مندرجہ بالا حدیث سے اس بات کی بخوبی وضاحت ہوجاتی ہے کہ آل محمد ﷺ پر صدقہ حرام ہے۔ وہ تمام باتیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے علم النسب کے اجزاء میں سے ہیں۔

ابن حزم اپنی کتاب کے مقدمہ میں ان لوگوں کی تردید کرتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ علم نسب ایک غیر مفید علم ہے اور اس کے نہ جاننے سے کوئی نقصان نہیں اور یہ قول کہ :

اِنَّ عِلم النسب عِلُمٌ لَا ینفَعُ وَجھالتہ لا تضرُّ (۲۴)

(بے شک علم الانساب غیر نافع علم ہے اور اس کا نہ جاننا غیر مضر ہے)

بالکل غلط ہے اس کے برعکس وہ قول ہے جس میں کہا گیا ہے کہ :

وَأَنَّہ عِلمٌ یَنفَعُ وجَھلُہ یَضرَّ درست ہے اور پہلے لوگوں نے اس قول کو نبی اکرم ﷺ کی

طرف منسوب کیا ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس قول کے ابطال کی دو وجوہات بیان کی ہیں ۔

۱۔ ایک یہ کہ یہ قول نقلاً صحیح نہیں ہے۔ اور اس کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنا ہر صاحب دین کیلیئے حرام ہے۔ اگر کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہے ۔ جو انہوں نے ارشاد نہیں فرمائی ۔ تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد "تَعلمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ" یہ بات ثابت کرتی ہے کہ علم النسب ایک سود مند علم ہے اور اس علم سے جہالت دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے ۔ کسی مسلمان کیلیئے جائز نہیں کہ وہ غلط بات کو حضور ﷺ کی طرف نسبت دے کیونکہ یہ بات گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

سمعانی نے اپنی کتاب ''الانساب'' میں ابن حزم کی اس بات کی حمایت کی ہے اور نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث شہادت کے طور پر درج کی ہے ۔ ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ لوگ جمع تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ سب کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ایک عالم شخص ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وَمَا العَلَّامۃ؟ لوگوں نے کہا:

" رَجُلٌ عَالِمٌ بأيام الناس وَ عالم بالعربية وَعالِم بالأ شعارِ وَ عَالِم بأنسَابِ العَرَب "

(ایک ایسا آدمی ہے جو لوگوں کی تاریخ کا عالم ہے عربی زبان کا عالم ہے، اشعار کا عالم اور عربوں کے انساب کا عالم ہے)

اس پر نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا :

هٰذَا عِلم لَا يَضُرُّ اَهْلَهُ (۲۵)

(کہ یہ ایسا علم ہے جو حاصل کرنے والوں کو نقصان نہیں دیتا)

حضور ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی علم الانساب کے حصول پر زور دیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح ستاروں کا علم فائدہ دیتا ہے اسی طرح انساب کا علم

سود مند ہے آپ نے فرمایا:

تَعلّمُوْا مِنَ النجُوْم مَاتَهتدونَ بِهٖ فی البرّ وَالْبحر ثُمّ انتهُوا، وَ تَعلّمُوْامِنَ الْأَنسَابِ مَا تصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ وَتعرفُوْن بِهٖ ما يَحِلّ لَكُمْ مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ مِن النِّسَاء ثُمَّ انتهوا(۲۶)

(علم نجوم اس قدر سیکھو جس کے ذریعے تم خشکی وسمندر میں راہنمائی حاصل کر سکو، اور انساب کا علم اس قدر حاصل کرو جس کے ذریعے تم صلہ رحمی کر سکو اور جان سکو کہ تمہارے لئے کون سی عورتیں حلال اور حرام ہیں)۔

ابن عبدالبر اپنی کتاب النسب کی ابتداء میں ایسی ہی بات کہتا ہے کہ'' اپنی جان کی قسم جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ علم نسب ایک غیر مفید علم ہے اور اس کا نہ جاننا مضر ہے اس نے انصاف نہیں کیا'' (۲۷)

ابن حزم علم الانساب کی افادیت وضرورت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ بعض فقہاء نے عربوں اور عجمیوں کے درمیان جزیے اور غلام بنانے میں فرق روا رکھا ہے اور نصاریٰ اور اہل کتاب سے جزیہ اور صدقہ کے حکم کے بارے میں فرق رکھا ہے ۔ لہٰذا علم نسب کا جاننا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے اور اس حصول کی حاجت بڑھ جاتی ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیوان کو بھی قبائل کے اعتبار سے بنایا تھا، اُن کے زمانہ میں با قاعدہ ایک رجسٹر اس کام کے لئے رکھا گیا تھا ۔ قریش وانصار کے نام رجسٹروں میں درج کروائے، ان کے رتبوں کے لحاظ سے تنخواہیں اور وظائف مقرر کئے ۔ جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے ۔ ان کی تنخواہیں سب سے زیادہ تھیں اس کے بعد مہاجرین حبشہ اور مجاہدین کا درجہ تھا ۔ اگر علم نسب نہ ہوتا تو وہ یہ کام نہ کر سکتے ۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفاء نے اس میں ان کا اتباع کیا تھا ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاتِ خود علم الانساب کے ماہر تھے اس کے علاوہ حضرت سعید بن مسیّب، محمد بن سعید، اور امام زہری اور اہل فقہ کی جماعت میں سے امام شافعی اور ابی عبیدالقاسم بن سلام وغیرہ حضرات علم الانساب کے ماہروں میں سے ہیں۔ بعض فقہاء نے اہل جاہلیت کے انساب کی طرف نسبت کو ناپسند کیا ہے ابن حزم اس بات کو غلط قرار دیتا ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا:۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ (۲۸)

اس قول میں نبی اکرم ﷺ نے خود کو جن آباؤاجداد کے ساتھ نسبت دی ہے۔ وہ زمانہ جاہلیت سے بھی تعلق رکھتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اصحاب سے زیادہ علم الانساب میں ماہر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو قریش کا نسب جاننے کیلئے حضرت ابو بکرؓ سے مدد لینے کی ہدایت کی تھی۔

مندرجہ بالا تمام باتیں اس قول کی مخالف کرتی ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ''علم الانساب نقصان دہ ہے'' اگر یہ بات درست ہوتی تو نبی اکرم ﷺ حضرت حسان بن ثابت کو کبھی بھی اس امر کی ہدایت نہ کرتے کہ وہ قریش کے نسب کیلئے حضرت ابو بکرؓ کی طرف رجوع کریں۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہے کہ یہ قول غلط ہے اور جو کچھ علم نسب کے بارے میں ابن حزم نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ وہ احادیث اور روایات سے ثابت ہے۔

الغرض سابقہ سطور سے یہ معلوم ہوا کہ علم الانساب کا جاننا مسلمانوں کیلئے ضروری ہے تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے نسب مبارک اور دیگر اصحاب کے نسب معلوم کر سکیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہمارے سول ﷺ ہمارے رہنما، ہمارے ہادی اور ہمارے مشکل کشا ہیں۔ اگر ہم ان کے متعلق ہی کچھ نہ جانیں گے۔ تو دوسرے اصحاب کے متعلق کیا جان سکیں گے۔

علم الانساب کی اہمیت اور ضرورت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خود شریعت نے اور حضور اکرمؐ نے اس علم کو سیکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور نبی کے حکم سے روگردانی کفر ہے۔ اور یہ مسلمان کو زیبا نہیں دیتا کہ نبی کے حکم سے منکر ہو کر اپنے لئے جہنم کا راستہ منتخب کرلے اور یوں بھی قرآن پاک نے نبی اکرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

وَمَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہ وَمَا نھٰکُمْ عَنْہ فا نتَھُوْا (۲۹)

(اور جو تمہیں رسول اللہ ﷺ دیں لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ)

لہٰذا ان اقوال و روایات کی روشنی میں علم الانساب کی ضرورت و اہمیت سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آخر میں نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث درج کرتی ہوں جس سے علم الانساب کی اہمیت بخوبی اُجاگر ہوتی ہے

"مَنْ اِدّعٰی الیٰ غَیر اَبِیہ اَوْ انتمٰی الیٰ غَیر موَالِیہ فَعَلَیْہِ لعنة اللّٰہِ وَالملائکَة وَالنَّاس اَجْمَعِیْن لَا یَقبلُ اللّٰہُ مِنہُ صَرفًا وَلَا عَدْلًا" (۳۰)

(جس نے اپنی نسبت غیر باپ کی طرف یا غیر آقا کی طرف نسبت کی، پس اس پر اللہ کی لعنت اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت)

نبی اکرم ﷺ کا نسبِ مبارک

نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکت تمام جن وانس سے افضل ہے۔ حضرت حسان بن ثابت آپ ﷺ کی فضیلت کے بارے میں کہتے ہیں۔

وَأَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرقط عَینِیْ
وَأَجْمَلُ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

حضرت حسان نے کس قدر بلند اور جامع تعریف کی ہے، نبی اکرمﷺ خود اپنے نسب کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :

اِنَّ اللّٰہَ خَلقَ الْخَلْقَ فَجعلنیْ فِیْ خَیْر خَلْقه وَجعَلَھُمْ أفرَاقًا فَجعلَنِیْ فِی خَیْر فرْقَة وَجعَلھُمْ قَبَائل فَجعلَنیْ فِیْ خَیْر قَبیلَة وَجعَلھُمْ بیُوُتًا فَجعَلَنِیْ فِی خَیْربیت فانا خَیْر کُمْ بَیْتًا وَخَیْرُ کُمْ نَسبًا(۱۳)

(اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی تو مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بہتر بنایا اور ان کو گروہوں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے اچھے گروہ میں شامل کیا اور انہیں قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے اچھا قبیلہ دیا اور انہیں گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے اچھے گھر میں پیدا کیا، چنانچہ میں تم سے گھر کے لحاظ سے سب سے اچھا ہوں اور نسب کے لحاظ سے سب سے اچھا ہوں)

نبی اکرمﷺ کا نسب مبارک علم الانساب سے متعلق بہت سی کتابوں میں ملتا ہے، سیرت کی کتابوں میں بھی آپﷺ کے نسب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کتابوں میں سیرت ابن ہشام اور مولانا شبلی نعمانی کی سیرۃ النبیﷺ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سیرت ابن ہشام میں نبی اکرمﷺ کا نسب مبارک کچھ یوں بیان ہوا ہے۔

محمدﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا) بن ہاشم (ہاشم کا نام عمرو تھا) بن عبد مناف (عبدمناف کا نام مغیرہ تھا) بن قصی (قصی کا نام زید تھا) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ (مدرکۃ کا نام عامر تھا) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجُب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح (تارح کا نام آزر تھا) بن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن

اخنوع ،عرب کے ادعاء کے مطابق یہی ادریس ہیں ۔ اور یہی ادریس آدم کی اولاد میں پہلے شخص ہیں جن کو نبوت عطا ہوئی اور جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا۔ بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام (۳۲)۔

خلاد بن قرۃ بن خالدا السدوسی نے شیبان بن زھیر بن شقیق بن ثور سے اور انہوں نے قتادہ بن دعامہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ سلسلہ نسب اس طرح ہے :

اسمعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح (تارح کا نام آزر تھا) بن ناحور بن اسرغ بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلاییل بن قاین بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام (۳۳)

علامہ سہیلی نے اپنی کتاب الروض الانف میں بالکل وہی نسب نقل کیا ہے جو سیرۃ ابن ہشام میں درج ہے ان دونوں کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے نسب میں سرمو فرق نہیں ہے۔ علامہ لکھتے ہیں۔

محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح بن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوع بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم ﷺ (۳۴)

محمد بن منصور التمیمی السمعانی نے اپنی کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے نسب کے بارے میں دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ پہلی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے ۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا :

أَنَا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصّی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن ادد بن الھمیسع بن عابر بن صالح بن نبت بن اسماعیل بن ابراہیم ابن آزر بن تارح بن ناحور بن شارغ بن فالغ بن عابروھوھود النبی علیہ السلام ابن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن خنوخ وھو ادریس بن ادد بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم: (۳۵)

دوسری حدیث حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

أُنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصّی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا: فأنَا خَیرُکُمْ نَسَبًا وَخَیرُکُمْ اَبًا ﷺ(۳۶)

کتاب الانباہ میں ابن عبدالبر نے حضرت آدم تک نبی اکرم ﷺ کا نسب بیان کیا ہے۔

''محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصّی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح بن ناحور بن ساروح بن ارغو بن فالغ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ بن یرد بن مہلیل بن قینان بن یانش بن شیث بن آدم۔

ابن عبدالبر نے نبی اکرم ﷺ کی اعلیٰ نسبی کے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے کہ(۳۷)

اِن اللّٰہ عزوجلّ اختار العرب ثُمَّ اختار مِنُھُمُ النضربن کنانۃ ثُمَ اختار مِنُھُمُ قریُشًا ثُمَّ اخُتَار مِنُ قریش بنی ھاشم ثُمَّ اختار نبِیُ مِنُ بنی ھاشم" (۳۸)

(اللہ تعالی نے عربوں کا انتخاب کیا پھر ان میں سے کنانہ کی اولاد نضر کا انتخاب کیا پھر ان میں سے قریش کا انتخاب کیا، پھر قریش میں سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا، پھر بنو ہاشم میں سے میرا انتخاب کیا)

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی ﷺ میں نبی اکرم ﷺ کا نسب مبارک عدنان تک بیان کیا ہے لیکن امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عدنان سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نام گنوائے ہیں ۔ ہوسکتا کہ مولانا شبلی نے نبی اکرم ﷺ کا نسب عدنان تک جو بیان کیا ہے اس کا سبب نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث ہو جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِذَ اِنُتھٰی الیٰ عَدُنَانَ اَمُسَکَ ثُمَّ یَقُوُلُ کذب النَسّابُوُن (۳۹)

(جب عدنان تک پہنچے تو رک گئے پھر فرمانے لگے نسب دانوں نے جھوٹ کہا ہے)

عرب کے نسب دان تمام پشتوں کو محفوظ نہیں رکھتے تھے ۔ چنانچہ اکثر ناموں میں عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک صرف آٹھ نو پشتیں بیان کی ہیں ۔ مگر علامہ شبلی کے خیال میں یہ صحیح نہیں عدنان سے لے کر حضرت اسماعیل تک اگر صرف نو دس پشتیں ہوں تو یہ زمانہ تین سو برس سے پہلے نہ ہوگا ۔ اور یہ امر تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے علامہ سہیلی الروض الانف میں لکھتے ہیں ۔

وَیَسُتَحیُل فِی العادۃ اَنُ یَکُوُنَ بَیُنَھُمَا اَرُبَعَۃ اَباًاَوُسَبُعۃ کَمَا ذَکَرابن اسحاق اَوُ عشرۃ اَوُ عشرُوُنَ فَاِنَّ الُمُدَّۃ اَطُوَلُ ذٰلِکَ کلہٗ (۴۰)

علامہ موصوف نے بہت سے تاریخی حوالوں اور شہادتوں سے ثابت کیا ہے۔ کہ عدنان

سے حضرت اسماعیل تک ۴۰ پشتوں کا فاصلہ ہے اس غلطی نے بعض عیسائی مورخوں کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ سرے سے اس بات کے منکر ہوگئے کہ آنحضرت ﷺ خاندان ابراہیم سے ہیں، اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے ۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

بَیْنَ معد بن عدنان الیٰ اسمٰعیل ثلاثُونَ أَبا............ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: وَقرونا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرا (۴۱)

ابن عبدالبر نے اس بارے میں یہ رائے بیان کی ہے کہ یہ بات ثابت ہے کہ عدنان حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہی ہے مگر عدنان اور حضرت اسماعیل کے درمیان کتنی پشتیں تھیں ۔ اس کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ بعض کا خیال ہے کہ سات پشتیں تھیں بعض نو اور بعض پندرہ پشتیں بیان کرتے ہیں، وہ مزید کہتا ہے کہ جن لوگوں نے ان دونوں کے درمیان ۴۰ پشتیں بیان کی ہیں انہوں نے یہ بات کتاب رخیا سے اخذ کی ہے۔

"أمَّا الَّذِیْنَ جَعَلوُا بَیْنَ عدنان وَ بَیْنَ اسمٰعیلؑ اربعیْنَ أبا فا نَّھُمْ استَخْرجوُاذٰلِکَ مِنْ کِتَابِ رَخُیَا وَھُوَمؤُرخ کاتب أَرمیا" (۴۲)

یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن مصعب الزبیری'' نے نبی اکرم ﷺ کا نسب بیان کرتے ہوئے عدنان اور حضرت اسماعیل کے درمیان کچھ پشتوں کا اضافہ کیا ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتا ۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا نسب کچھ طویل کردیا ہے۔ جس سے مولانا شبلی نعمانی کی اس بات کی تردید ہوجاتی ہے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان تقریباً چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے۔ اور لوگوں نے نسب بیان کرتے ہوئے ان میں سے کئی ناموں کو خذف کردیا ۔ علامہ شبلی نعمانی اس غلطی کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔

'' اس غلطی کی زیادہ وجہ یہ ہوئی کہ اہلِ عرب زیادہ تر مشہور آدمیوں کے ناموں پر اکتفا کرتے تھے ۔ اور بیچ کی پیڑھیوں کو چھوڑ دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ اہل عرب کے نزدیک چونکہ

...ان کا حضرت اسماعیل کے خاندان سے ہونا قطعی اور یقینی تھا۔ اس لئے وہ صرف اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ عدنان تک سلسلہ نسب صحیح طور پر نام بنام پہنچ جائے اوپر کے اشخاص کا نام لینا غیر ضروری سمجھتے تھے۔ اس لئے چند مشہور آدمیوں کا نام لے کر چھوڑ دیتے تھے۔ تاہم عرب میں ایسے محققین بھی تھے جو اس فرو گذاشت سے واقف تھے۔ (۴۳)

علامہ طبری نے تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ :

'' مجھ سے بعض نسب دانوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو معد سے لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک چالیس پشتوں کے نام لیتے ہیں اور اس شہادت میں عرب کے اشعار پیش کرتے۔ اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ میں نے اس سلسلہ کو اہلِ کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی۔ البتہ ناموں میں فرق تھا (۴۴)

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں جو بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معد بن عدنان اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل کے درمیان چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے اور یہ بات کتاب رخیا سے اخذ کی گئی ہے۔ جو کہ ارمیا کے پیغمبر کا کاتب تھا۔ تو یہ بات کسی حد تک درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی تصدیق علامہ طبری کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ

'' شہر تدمر میں ایک یہودی تھا جس کا نام ابو یعقوب تھا۔ وہ مسلمان ہوگیا تھا اس کا بیان تھا کہ '' ارمیا کے پیغمبر کے منشی نے عدنان کا جو نسب نامہ لکھا تھا وہ میرے پاس موجود ہے اس شجرے میں بھی عدنان سے لے کر حضرت اسماعیل تک ۴۰ نام ہیں (۴۵)

عبداللہ بن معصب الزبیری نے اپنی کتاب نسب قریش میں آنحضرت ﷺ کا نسب مبارک دیگر کتابوں کی نسبت جو اضافہ سے بیان کیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب

بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدد بن اُمین بن شاجب بن نبت بن ثعلبہ بن عثر بن بریح بن محلم بن العوام بن المحتمل بن ذائمہ بن العقیان بن علۃ بن مجذر بن عامر بن ابراہیم بن اسماعیل بن یزن بن اُعوج بن المطعم بن القسور بن عتود بن دعدع بن محمود بن الزائد بن ندوان بن اُبابہ بن دوس بن حصن بن النزال بن القمیر بن المجشر بن معذر بن صیفی بن نبت بن قیذر بن اسماعیل ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ بن آزر بن التاجر بن الشاجع بن الراعی بن القاسم بن یعبر بن السائح بن الرافد بن السائم ۔ وھو سام بن نوح نبی اللہ بن ملکان بن مثوب بن ادریس نبی اللہ بن الرائد بن مہلیل بن قنان بن الطاھر بن ھبۃ اللہ بن شیث بن آدم اُبی البشر (۴۶)

مصعب الزبیری نے ایک اور روایت بیان کی ہے کہ بعض لوگ نسب یوں بیان فرماتے ہیں۔

''ابراہیم بن تارح بن ناحور بن اُسرع بن اُرغوبن فالغ بن عابر بن شالخ بن اُرفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشالخ بن خنوخ وھوادریس علیہ السلام بن یادر بن ھلیل بن قنان بن اُنش بن شاث بن آدم ۔صلوٰات اللہ علیہ (۴۷)

مندرجہ بالا مختلف کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کا نسب مبارک تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یعنی اگر ایک کتاب میں کسی ایک شخص کا نام ہے تو کسی دوسری کتاب میں کسی دوسرے کا۔مگر ایک بات ثابت ہے کہ اکثر نسب ناموں میں پشتوں کی تعداد قریباً ایک ہی ہے۔ البتہ ناموں کا فرق ہے ۔ اگر غور کیا جائے تو ان تمام نسب ناموں میں وہ نسب نامہ جو سیرت ابن ہشام میں بیان کیا گیا ہے مشترک ہے بلکہ علامہ سہیلی نے الروض الانف میں وہی نسب نامہ نقل کر دیا ہے جو سیرت ابن ہشام میں درج ہے ان تمام نسب ناموں میں سے کونسا صحیح ترین ہے اس کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے متعلق بہتر طور پر جانتا ہے۔مگر اختصار ، ناموں کی درستگی اور روایت کی پختگی کے لحاظ سے سیرت ابن ہشام کا نسب نامہ درست معلوم ہوتا ہے ۔ بہرحال ان

تمام نسب ناموں سے جو بات عیاں ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ یہ امر یقینی ہے کہ عدنان حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہے۔ اور آنحضرت ﷺ عدنان ہی کے خاندان سے ہیں اور ہر لحاظ سے اشرف المخلوقات، خیر البشر اور عالی نسب ہیں۔

لَهُ النَّسَبُ الْعَالِی فَلَیْسَ کَمِثْلِهٖ
حَسِیْبٌ نَسِیْبٌ مُنعمٌ مُتکرمٌ

حواشی

١۔ تاریخ ادب عربی، احمد سکندری ص: ۷۹
٢۔ حوالہ سابق، ص: ۷۹
٣۔ بلوغ الارب، محمود شکری آلوسی، ص:۱۹۸، ج:۴
٤۔ سورۃ الحجرات، آیت:۱۳
٥۔ علوم العرب، جرجی زیدان، ص:۳۷
٦۔ العقد الفرید، ابن عبدربہ، ص: ۲۰۲ ج:۲
٧۔ کتاب الانساب ، سمعانی، ص: ۳، ج: ۱
٨۔ العقد الفرید، ابن عبدربہ، ص: ۲۰۲: ج:۲
٩۔ حوالہ سابق، ص: ۲۰۲، ج:۲
١٠۔ جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم، ص ۴ (مقدمہ)
١١۔ حوالہ سابق، ص:۴
١٢۔ حوالہ سابق، ص:۴
١٣۔ العقد الفرید، ابن عبدربہ، ص ۲۰۵، ج:۲
١٤۔ بلوغ الارب ، محمود شکری آلوسی، ص: ۲۰۷، ج:۴
١٥۔ حوالہ سابق، ص:۲۰۹، ج :۴

١٦۔ مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الآداب) ص: ۳۳۸
١٧۔ سورۃ الرعد، آیت: ۲۱
١٨۔ مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الآداب)
١٩۔ ریاض الصالحین، نووی، ص ۱۴۲ (باب تحریم العقوق، حدیث رقم: ۳۳۹)
۲۰۔ جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم، ص ۲، کتاب الانساب، سمعانی ص: ۵
۲۱۔ کتاب الانساب، سمعانی، ص: ۲، ج: ۱
۲۲۔ جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم، ص: ۳
۲۳۔ مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الصدقۃ)
۲٤۔ جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم، ص: ۳
۲۵۔ کتاب الانساب، سمعانی، ص: ۹، ج: ۱
۲٦۔ حوالہ سابق، ص: ۱۱، ج: ۱
۲۷۔ الانباہ علی قبائل الرواۃ، ابن عبدالبر، ص: ۴۳
۲۸۔ جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم، ص: ۲
۲۹۔ سورہ حشر، آیت: ۷
۳۰۔ الانباہ علی قبائل الرواۃ، ابن عبدالبر، ص: ۴۳
۳۱۔ العقد الفرید، ابن عبدربہ ص ۲۵۵، ج: ۲
۳۲۔ سیرت ابن ہشام، ص: ۱-۳، ج: ۱
۳۳۔ حوالہ سابق، ص: ۴، ج: ۱
۳٤۔ الروض الانف، سہیلی، ص: ۸
۳۵۔ کتاب الانساب، سمعانی، ص: ۱۳
۳٦۔ حوالہ سابق، ص: ۱۴
۳۷۔ الانباہ علی قبائل الرواۃ، ابن عبدالبر، ص: ۴۹-۵۰

٣٨۔ حوالہ سابق، ص: ٦٩

٣٩۔ حوالہ سابق، ص: ٥٠

٤٠۔ الروض الانف، سہیلی، ص: ٨

٤١۔ الانباہ علی قبائل الرواۃ، ابن عبدالبر، ص: ٥٠

٤٢۔ حوالہ سابق، ص: ٤٦

٤٣۔ سیرۃ النبی ، شبلی نعمانی، ص: ١٦٧ ، ج: ١

٤٤۔ تاریخ طبری، ص : ١٨ ، ١١، ج ٣

٤٥۔ حوالہ سابق، ص ١٥ ، ١١ ، ج: ٣

٤٦۔ کتاب نسب قریش، مصعب الزبیری ، ص ٤-٢٠

٤٧۔ حوالہ سابق، ص: ٤